صاحب المغازی: عروۃ بن الزبیرؓ

محمد سہیل شفیق*

عروہ بن زبیر العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب القرشی الاسدی (۱) آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور قریش کے مشہور خاندان بنو اسد سے آپ کا تعلق تھا۔ (۲) مورخین نے آپ کی تاریخ ولادت میں اختلاف کیا ہے۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ آپ کی ولادت ۲۲ھ میں ہوئی اور بعض نے ۲۶ھ بیان کی ہے۔ (۳) ابن کثیر نے آپ کا سال پیدائش ۲۳ھ بیان کیا ہے۔ (۴) ابن شہاب زہری کے مطابق آپ حضرت عمرؓ کی خلافت کے آخری دنوں میں پیدا ہوئے اور ۹۴ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ (۵) حصول علم اور اشاعتِ علم کی آپ کو کس قدر تمنا تھی اس کا اندازہ درجِ ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے:

حضرت معاویہ بن سفیان کے زمانے میں عبدالملک بن مروان، عبداللہ بن زبیرؓ، آپ کے بھائی مصعب بن زبیرؓ اور عروہ بن زبیرؒ ایک موقع پر مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے تو ایک نے کہا، آؤ ہم تمنا کریں۔ سب نے اپنی ایک ایک تمنا بیان کی۔ (۶) عروہ بن زبیرؒ نے کہا، تم جن باتوں میں لگے ہو، میرا ان سے کچھ تعلق نہیں، میری تمنا دنیا سے بے رغبتی کرنا اور آخرت میں جنت کے حصول میں کامیاب ہونا ہے، نیز یہ کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں، جن سے یہ علم روایت کیا جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ گردشِ زمانہ سے ان میں سے ہر ایک اپنی مراد کو پہنچا، اور اسی وجہ سے عبدالملک بن مروان کہا کرتا تھا، جسے کسی جنتی آدمی کے دیکھنے سے خوشی ہوتی ہو اسے عروہ بن زبیرؒ کی طرف دیکھنا چاہیے۔ (۷)

مغازیٔ رسول اللہ ﷺ اور عروہ بن زبیرؒ:

اسلامی تاریخ کی ابتداء سے ہی سرورِ دوعالم ﷺ کی سیرت طیبہ پر تصنیف و تالیف کا آغاز ہوگیا تھا۔ متعدد صحابہ کرامؓ ایسے تھے جو اپنی روایات کو باقاعدہ مدون صورت میں رکھتے تھے۔ سیرت طیبہ کی ابتدا عربوں کے مزاج کے عین مطابق فن مغازی سے ہوئی، جس سے مراد ان جنگوں کے حالات و واقعات ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے باقاعدہ شرکت فرمائی یا جو جنگیں آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں لڑی گئیں۔ غزوات کا ذکر قرآن مجید کی بعض مدنی

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ کراچی یونیورسٹی، کراچی، پاکستان

ابن اسحاق ، واقدی اور طبری نے ان کی کتابوں کے حوالے دیے ہیں۔حضرت عروہ سیرت رسول ﷺ سے متعلق لوگوں کے سوالات کا جواب اپنی جمع کردہ احادیث سے دیا کرتے تھے۔(۱۶)

عروہ بن زبیر کی ''کتاب المغازی'' کو آپ کے کئی تلامذہ نے آپ سے روایت کیا۔جن میں خاص طور پر ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن ''یتیم عروہ'' قابلِ ذکر ہیں۔بعض اوقات ''کتاب المغازی'' کی نسبت اس عہد کے عام رجحان کے مطابق ابوالاسود کی طرف بھی کردی جاتی ہے مگر اس سے عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی مراد ہوتی ہے۔ ابوالاسود کے بارے میں ذہبی نے تصریح کی ہے:

نزل ابوالاسود مصر و حدث بها بكتاب المغازى لعروة بن الزبير عنه ۔(۱۷)

''ابوالاسود نے مصر جا کر عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی کی تعلیم ان ہی کی روایت سے دی۔''

دراصل عروہ بن زبیر کی ''کتاب المغازی'' کی روایت ابوالاسود نے اس طرح کی کہ اس میں اپنے دیگر طرق و اسناد سے روایتیں بیان کیں۔جس کی وجہ سے اس کی حیثیت مستقل کتاب کی ہوگئی۔اور ضائع ہونے کے باوجود کتاب المغازی ابوالاسود کی روایت سے عام ہوئی۔اور علماء و محدثین نے اس کو مستند قرار دیا۔(۱۸)

ابن ندیم نے ابوحسان حسن بن عثمان زیادی (م۲۴۳ھ) کی تصانیف میں عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی کا ذکر کیا ہے۔وہ لکھتا ہے:

وله من الكتب كتاب مغازى عروة بن الزبير۔ (۱۹)

ان کی کتابوں میں عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی ہے۔

قاضی اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں:

ابوحسان زیادی (م۲۴۳ھ) بغداد کے قاضی اور واقدی کے تلامذہ کبار میں سے ہیں۔ان کی تصنیفات میں مغازی عروہ بن زبیر کا شمار اسی اعتبار سے ہے کہ انھوں نے عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی میں اضافہ کر کے مستقل کتاب مدوّن کر لی تھی۔(۲۰)

عروہ بن زبیرؓ کی ''کتاب المغازی'' گو اصل شکل میں ہمارے سامنے موجود نہیں لیکن پندرھویں صدی ہجری کی تقریبات کے موقع پر ۱۴۰۱ھ /۱۹۸۱ء میں ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی (۲۱) نے ''مغازی رسول الله ﷺ لعروة الزبير، برواية ابى الاسود يتيم عروه عنه'' کے نام سے ایک کتاب احادیث و تواریخ اور سیر و مغازی کی کتابوں سے مرتب کی ، جسے مکتب التربیۃ العربی لدول الخلیج ، ریاض نے شائع کیا۔جس میں عروہ بن زبیرؓ کی کتاب المغازی کا معتد بہ حصہ آ گیا ہے۔ڈاکٹر مصطفیٰ الاعظمی نے ان مغازی کو نقد و تحقیق کے ساتھ مدوّن کیا اور ایک طویل مقدمہ بھی

تفصیل سے نسب کا ذکر کیا مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ''ان حضرات کے نام جو عقبہ کی بیعت میں شریک تھے''۔ اب وہ محض ''الانصاری'' پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ہر شخص کے ضمنی قبیلے اور شاخ کا بھی ذکر کرتے ہیں جیسے ''اوس بن ثابت بن المنذر الانصاری ثم من بنی عمر و بن مالك بن النجار'' گویا یہ انصار کے اس ضمنی قبیلے اور شاخ کے فرد ہیں۔ (۳۹) اسی طرح دیگر تفصیلات بھی بیان کرتے جاتے ہیں۔ جیسے غزوۂ بدر کے شرکاء کے اسمائے گرامی نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''عقبہ کی بیعت کے شریک، انصار کی شاخ بنو عمرو بن مالک بن النجار کے شریک بدر، اوس بن ثابت بن المنذر۔ ان کا کوئی وارث نہ تھا''۔ (۴۰) یا جیسے ''قریش کی شاخ بنو مخزوم بن یقظہ بن مرۃ من کعب کے الارقم بن الارقم۔ ابوالارقم کا نام عبد اور کنیت ابوصدف بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔'' (۴۱)

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے ان صحابہ کرامؓ کے اسماء بھی منقول ہیں جنھوں نے حضرت جعفرؓ اور ان کے رفقاء سے قبل پہلی مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ (۴۲) جن صحابہ کرام نے جنگ بدر میں شرکت فرمائی، کتاب میں ان کے اسمائے گرامی کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔ شہدائے جنگ احد کی مکمل فہرست بھی درج کتاب ہے۔ سیرت و مغازی کے جو جو واقعات کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ فاضل مرتب نے متعلقہ مقامات پر حواشی میں ان کے حوالے دے دیے ہیں۔ علاوہ ازیں مستشرقین سیرت و مغازی کے جن واقعات کو ہدفِ اعتراض و تنقید ٹھہراتے ہیں، فاضل مرتب نے ان کا نہایت عمدہ الفاظ میں جواب دیا ہے۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ نے آپ ﷺ کے معجزات کا بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر آپ نے (پانی کی تکلیف کے سبب) ایک تیر کنویں میں پھینکنے کا حکم دیا تو پانی کناروں تک آ گیا۔ (۴۳)

عبدالملک بن مروان کے نام ایک خط میں حضرت عروہ بن زبیرؓ قریش کی مخالفت اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو اس ہدایت اور نور کی طرف جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا، دعوت دی تو ابتداء میں وہ آپ ﷺ سے کنارہ کش نہیں ہوئے بلکہ قریب تھا کہ آپ ﷺ کی بات مان لیتے مگر جب آپ ﷺ نے ان کے جھوٹے معبودوں کا ذکر کیا اور قریش کا ایک گروہ جو صاحب جائیداد تھا، طائف سے مکہ آیا، انھوں نے آپ ﷺ کی بات کا برا منایا اور آپ کے سخت مخالف ہو گئے، انھوں نے اپنے فرمانبرداروں کو آپ کے خلاف برانگیختہ کیا۔ اس طرح اکثر آدمی آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ البتہ صرف تھوڑے سے وہ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ رہ گئے، جن کو اللہ نے اسلام پر قائم رکھا۔ کچھ عرصہ اسی طرح گذرا پھر قریش کے روساء

عداوت کے اظہار میں سب سے زیادہ سخت بات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کی تھی؟ انہوں نے کہا میں نے دیکھا آنحضرت ﷺ (کعبہ میں) نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط آپ ﷺ کے پاس آیا اور اپنی چادر آپ ﷺ کے گلے میں ڈال کر زور سے آپ ﷺ کا گلا گھونٹا۔ اتنے میں ابوبکرؓ آ پہنچے انہوں نے عقبہ کو دھکیل دیا۔ آنحضرت ﷺ کو چھڑایا اور کہنے لگے کیا تم ایک شخص کو اس لیے ناحق مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمھارے رب کی طرف سے نشانیاں بھی لے کر آیا ہے۔ (۵۱)

عروہ بن زبیرؓ واقعات کے بیان میں اکثر یہ بھی بتاتے ہیں کہ سب سے پہلا یا آخری شخص کون تھا جس نے یہ کام کیا۔ جیسا کہ ان سے مروی ہے کہ:

سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مکہ مکرمہ میں بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ (۵۲)

عقبہ کے دن رسول اکرم ﷺ کی سب سے پہلے بیعت ابوالہیثم بن الیتہان نے کی اور کہا یارسول اللہ! ہمارے اور لوگوں کے درمیان مختلف قسم کے دوستی کے رشتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ ہم ان سب سے دستبردار ہو جائیں اور آپ پھر اپنی قوم کے پاس واپس تشریف لائیں، ہم تمام معاہدات دوستی کو قطع کر کے آپ کے لیے لڑائیاں بھی لڑیں تو پھر ایسا ہو۔ اس پر حضور اکرم ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ: میرے تمھارے خون و قصاص و بدلے مشترک ہوں گے۔ (۵۳)

پہلا غزوہ جس میں باقاعدہ جھنڈے تھے، غزوہ خیبر تھا۔ اس سے پہلے بعض علامتی نشانات ہوا کرتے تھے۔ (۵۴)

عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ غزوہ موتہ میں عام مقابلہ شروع ہوا تو حضرت زید بن حارثہؓ رسول محترم ﷺ کے عطا فرمودہ علم سمیت مردانگی سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ پھر اس جھنڈے کو حضرت جعفر بن ابی طالب نے پکڑا، لڑائی گھمسان کی شروع ہوگئی تو وہ اپنے گھوڑے ''شقراء'' سے اتر کر لڑنے لگے، حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ ان کے پاؤں کاٹ دیے گئے اور اسلام میں اس قسم کا سلوک سب سے پہلے ان سے ہوا۔ (۵۵)

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پہلے جب مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ مکہ آ گئے اور یہاں بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور مدینہ میں بہت سے انصار اسلام لے آئے اور وہاں اسلام اچھی طرح پھیل گیا اور مدینہ والے مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنے لگے تو قریش نے آپس

حوالہ جات وحواشی

(۱) محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، (اردو ترجمہ: علامہ عبداللہ العمادی) نفیس اکیڈمی، کراچی، طبع سوم،۱۹۸۲ء، حصہ پنجم، ص ۱۸۹

(۲) ابوعبداللہ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدرآباد دکن، ۱۳۳۳ھ، ج۱، ص ۵۸

(۳) ابن خلکان، وفیات الاعیان، (اردو ترجمہ: اختر فتح پوری)، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۰ء، ج۳، ص ۲۰۶

(۴) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مطبعۃ السعادۃ بجوار محافظہ مصر، س ن، ج۹، ص ۱۰۲

(۵) ابوعبداللہ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص ۵۹

(۶) عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا میری تمنا یہ ہے کہ میں حرمین کا مالک بنوں اور خلافت کو حاصل کروں۔ مصعب بن زبیرؒ نے کہا میری تمنا یہ ہے کہ میں عراقین کا مالک بنوں اور قریش کی دو شریف پردہ دار عورتوں سکینہ بنت حسین اور عائشہ بنت طلحہ کو اکٹھا کروں۔ عبدالملک بن مروان نے کہا، میری تمنا ہے کہ میں ساری زمین کا مالک بنوں اور معاویہؓ کو پیچھے چھوڑ جاؤں۔

(۷) ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج۳، ص ۲۰۷

(۸) اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ (م۶۸ھ)، عبداللہ بن عمرو بن العاص (م۶۳ھ)، براء بن عازب (م۷۲ھ) اور مسور بن مخرمہ کے نام بطورِ خاص لیے جاسکتے ہیں۔

(۹) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج۹، ص ۱۰۱

(۱۰) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، الفیصلیۃ مکۃ المکرمۃ، ج۲، ص ۱۷۴۷

(۱۱) یہ درسگاہ مسجد نبوی ﷺ کے باب السلام اور مصلی (مسجد غمامہ) کے درمیان مسجد بنی زریق کے قریب واقع تھی۔ اس علاقہ میں حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبدالرحمٰن بن حارث کے مکانات تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن حارث کے مکان کی ایک کھڑکی ''کتّابِ عروہ'' کی طرف کھلتی تھی۔ (دیکھیے: اطہر مبارک پوری، قاضی، تدوین سیر ومغازی، ص ۸۳، بحوالہ: وفاء الوفاء، ج۳، ص ۷۹۳)

(۱۲) ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، دارالکتب علمیہ، بیروت، ۱۴۱۶ھ، ج۷، ص ۱۸۳

(۱۳) ابن عبدالبر اندلسی، جامع بیان العلم وفضلہ (اردو ترجمہ: عبدالرزاق ملیح آبادی) ادارہ اسلامیات، کراچی، ۱۹۷۷ء، ج۱، ص ۷۱

(۱۴) ابوعبداللہ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص ۵۸

(۱۵) ایضاً

(۳۶) ایضاً،ص۱۸۴۔۱۸۵

(۳۷) ایضاً،ص ۲۰۶

(۳۸) ایضاً،ص۲۲۴

(۳۹) ایضاً،ص ۶۹

(۴۰) ایضاً،ص۱۶۲

(۴۱) ایضاً

(۴۲) ایضاً،ص ۱۰۷

(۴۳) ایضاً،ص ۱۹۷

(۴۴) ابن جریر طبری، تاریخ الامم والملوک (اردو ترجمہ: سید محمد ابراہیم)، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۳ء، ج ۲،ص ۱۰۱

(۴۵) ایضاً،ص ۴۱۵

(۴۶) مصطفیٰ اعظمی، مغازی رسول اللہ ﷺ از حضرت عروہ بن زبیرؓ ص ۲۴۱۔۲۴۲

(۴۷) طبری، تاریخ الامم والملوک، ج ۲،ص ۱۵۶۔۱۶۰

(۴۸) ایضاً،ص ۳۴۰۔۳۴۲

(۴۹) واضح رہے کہ عروہ بن زبیرؓ کے بھائی عبداللہ بن زبیرؓ (م ۷۳ھ) نے مکہ مکرمہ میں اپنی خلافت قائم کر لی تھی اور ان سے عبدالملک بن مروان جنگ کر رہا تھا، اس کے باوجود مغازی رسول ﷺ میں دلچسپی اور علم و تحقیق کا یہ عالم تھا کہ جانبین سے استفادہ اور افادہ کا سلسلہ جاری تھا۔ (اطہر مبارکپوری، تدوین سیر و مغازی، ص۱۶۴)

(۵۰) فواد سیزگن، سیرت نگاران نبوی، ایضاً،ص ۹۲

(۵۱) صحیح بخاری، کتاب المناقب، حدیث رقم ۸۸۰

(۵۲) طبری، تاریخ الامم والملوک ج ۲،ص ۱۰۵

(۵۳) مصطفےٰ اعظمی، مغازی رسول اللہ ﷺ از حضرت عروہ بن زبیر،ص ۱۲۸

(۵۴) ایضاً،ص ۲۰۳

(۵۵) ایضاً،ص ۲۱۰

(۵۶) طبری، تاریخ الامم والملوک، ج ۲،ص ۱۲۶

(۵۷) ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری (مترجمہ: علامہ وحید الزماں) جہانگیر بکڈپو، لاہور، س ن، جلد دوم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆